پہلے سیکھیے پھر عمل کیجیے!!

قربانی کا تفصیلی نصاب

مع نصاب سے متعلق اہم وضاحتیں

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

قربانی صرف صاحبِ نصاب پر واجب ہے!

یہ بات واضح رہے کہ شریعت نے قربانی کی یہ عبادت ہر مسلمان پر واجب قرار نہیں دی ہے، بلکہ اس کے لیے کچھ مخصوص شرائط رکھے ہیں، ان شرائط کے پائے جانے کے بعد ہی قربانی واجب ہوتی ہے۔

قربانی واجب ہونے کی شرائط:

1: مسلمان ہونا، کیوں کہ یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے غیر مسلم کی قربانی قبول ہی نہیں ہوتی، اس لیے کہ اعمال کی قبولیت کی شرائط میں سے بنیادی شرط ایمان ہے۔

2: بالغ ہونا، کیوں کہ نابالغ پر قربانی واجب نہیں اگرچہ اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، اور یہی بات راجح اور مفتیٰ بہ ہے۔

3: عاقل ہونا، کیوں کہ مجنون پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

4: مقیم ہونا، کیوں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں اگرچہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

5: صاحبِ نصاب ہونا، کیوں کہ جو شخص صاحبِ نصاب نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔

خلاصہ: قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو عاقل، بالغ، مقیم اور صاحبِ نصاب ہو چاہے مرد ہو یا عورت۔

(رد المحتار، فتاویٰ عالمگیری، مبسوط السرخسی، جواہر الفقہ، فتاویٰ محمودیہ)

مسئلہ: اگر مسافر اور غیر صاحبِ نصاب شخص بخوشی نفلی قربانی کرنا چاہیں تو بھی درست ہے۔ (رد المحتار)

- الدر المختار میں ہے:

وَشَرْعًا: (ذَبْحُ حَيَوَانٍ مَخْصُوصٍ بِنِيَّةِ الْقُرْبَةِ فِي وَقْتٍ مَخْصُوصٍ. وَشَرَائِطُهَا: الْإِسْلَامُ وَالْإِقَامَةُ وَالْيَسَارُ الَّذِي يَتَعَلَّقُ بِهِ) وُجُوبُ (صَدَقَةِ الْفِطْرِ) كَمَا مَرَّ (لَا الذُّكُورَةُ فَتَجِبُ عَلَى الْأُنْثَى) خَانِيَّةٌ .... (فَتَجِبُ) التَّضْحِيَةُ: أَيْ إرَاقَةُ الدَّمِ مِنَ النَّعَمِ عَمَلًا لَا اعْتِقَادًا بِقُدْرَةٍ مُمْكِنَةٍ .... (عَلَى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُقِيمٍ) بِمِصْرٍ أَوْ قَرْيَةٍ أَوْ بَادِيَةٍ، «عَيْنِيٌّ»، فَلَا تَجِبُ عَلَى حَاجٍّ مُسَافِرٍ، فَأَمَّا أَهْلُ مَكَّةَ فَتَلْزَمُهُمْ وَإِنْ حَجُّوا، وَقِيلَ: لَا تَلْزَمُ الْمُحْرِمَ، «سِرَاجٌ»، (مُوسِرٌ) يَسَارَ الْفِطْرَةِ (عَنْ نَفْسِهِ، لَا عَنْ طِفْلِهِ) عَلَى الظَّاهِرِ، بِخِلَافِ الْفِطْرَةِ (شَاةٌ) بِالرَّفْعِ بَدَلٌ مِنْ ضَمِيرِ تَجِبُ أَوْ فَاعِلِهِ (أَوْ سُبْعُ بَدَنَةٍ) هِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ، سُمِّيَتْ بِهِ؛ لِضَخَامَتِهَا، وَلَوْ لِأَحَدِهِمْ أَقَلُّ مِنْ سُبْعٍ لَمْ يُجْزِ عَنْ أَحَدٍ، وَتُجْزِي عَمَّا دُونَ سَبْعَةٍ بِالْأَوْلَى (فَجْرَ) نُصِبَ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ (يَوْمَ النَّحْرِ إلَى آخِرِ أَيَّامِهِ) وَهِيَ ثَلَاثَةٌ أَفْضَلُهَا أَوَّلُهَا.

(وَيُضَحِّي عَنْ وَلَدِهِ الصَّغِيرِ مِنْ مَالِهِ) صَحَّحَهُ فِي «الْهِدَايَةِ» (وَقِيلَ: لَا) صَحَّحَهُ فِي «الْكَافِي». قَالَ: وَلَيْسَ لِلْأَبِ أَنْ يَفْعَلَهُ مِنْ مَالِ طِفْلِهِ، وَرَجَّحَهُ ابْنُ الشِّحْنَةِ. قُلْت: وَهُوَ الْمُعْتَمَدُ لِمَا فِي مَتْنِ مَوَاهِبِ الرَّحْمَنِ مِنْ أَنَّهُ أَصَحُّ مَا يُفْتَى بِهِ.

ما قبل میں مذکور آخری شرط نمبر 5 سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قربانی واجب ہونے کے لیے صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے، اس لیے ہر مسلمان کو قربانی کے نصاب سے واقفیت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا نہیں۔

قربانی واجب ہونے کا نصاب:

1: جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔

2: قربانی کا نصاب وہی ہے جو صدقۃ الفطر کا ہے، اس لیے جس شخص پر صدقۃ الفطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔

- فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَأَمَّا شَرَائِطُ الْوُجُوبِ منها: الْيَسَارُ وهو ما يَتَعَلَّقُ بِهِ وُجُوبِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ دُونَ ما يَتَعَلَّقُ بِهِ وُجُوبُ الزَّكَاةِ.
(كِتَابُ الْأُضْحِيَّةِ: الْبَابُ الْأَوَّلُ)

قربانی کا تفصیلی نصاب بیان کرنے سے پہلے ایک اہم نکتے کی وضاحت ضروری ہے، ملاحظہ فرمائیں:

زکوٰۃ، قربانی اور صدقۃ الفطر کے نصاب سے متعلق بعض غلط فہمیاں اور ان کا اِزالہ:

ہمارے معاشرے میں زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق درج ذیل غلط فہمیاں رائج ہیں:

- جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔
- جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے تو صرف اسی پر صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور جس شخص پر زکوٰۃ فرض نہیں تو اس پر صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب نہیں۔

یہ واضح غلط فہمیاں ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کے نصاب سے متعلق مسلمانوں میں تین طبقے پائے جاتے ہیں:

پہلا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

حکم: ان کے ذمّے زکوٰۃ بھی فرض ہے، اور صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہیں۔

دوسرا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہیں ہوتا، اور صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب بھی نہیں ہوتا۔

حکم: ان کے ذمّے زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی میں سے کوئی بھی حکم لازم نہیں ہوتا، یہی وہ طبقہ ہے جن کو زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ دینا جائز ہے۔

تیسرا طبقہ: جن کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہیں ہوتا، البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہوتا ہے۔

حکم: ان کے ذمّے زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ ان کے ذمّے صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہیں، یہ وہ طبقہ ہے کہ ان کے لیے بھی زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق:

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ میں تو صرف چار چیزوں یعنی سونا، چاندی، رقم اور سامانِ تجارت کا اعتبار کیا جاتا ہے، جبکہ قربانی میں ان چار چیزوں کے علاوہ ضرورت سے زائد سامان اور مال کا بھی حساب کیا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شخص ان چار چیزوں کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو زکوٰۃ کا نصاب کہا جاتا ہے، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد سامان کی وجہ سے صاحبِ نصاب بنا ہے تو اس کو صدقۃ الفطر یا قربانی کا نصاب کہا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب ایک ہی ہے۔

اس تفصیل سے یہ احکام ثابت ہوتے ہیں:

1: جس شخص کے ذمّے زکوٰۃ فرض ہے تو اس کے ذمّے صدقۃ الفطر اور قربانی بھی واجب ہے، اور ایسے شخص کے لیے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں۔

2: جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو لیکن صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ تو فرض نہیں البتہ اس کے ذمّے صدقۃ الفطر اور قربانی واجب ہے، اور اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

3: زکوٰۃ صرف اسی شخص کو دینا جائز ہے جس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب بھی نہ ہو اور صدقۃ الفطر کا نصاب بھی نہ ہو۔ (مستفاد من کتب الفقہ)

خلاصہ یہ کہ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر تو قربانی واجب ہے ہی لیکن جس شخص کے پاس زکوٰۃ کا نصاب تو نہ ہو البتہ صدقۃ الفطر اور قربانی کا نصاب موجود ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

- الجوہرہ میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَلَا يَجُوزُ دَفْعُ الزَّكَاةِ إلَى مَنْ يَمْلِكُ نِصَابًا مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ) سَوَاءٌ كَانَ النِّصَابُ نَامِيًا أَوْ غَيْرَ نَامٍ، حَتَّى لَوْ كَانَ لَهُ بَيْتٌ لَا يَسْكُنُهُ يُسَاوِي مِائَتَيْ دِرْهَمٍ لَا يَجُوزُ صَرْفُ الزَّكَاةِ إلَيْهِ، وَهَذَا النِّصَابُ الْمُعْتَبَرُ فِي وُجُوبِ الْفِطْرَةِ وَالْأُضْحِيَّةِ، قَالَ فِي «الْمَرْغِينَانِيِّ»: إذَا كَانَ لَهُ خَمْسٌ مِنْ الْإِبِلِ قِيمَتُهَا أَقَلُّ مِنْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ يَحِلُّ لَهُ الزَّكَاةُ وَتَجِبُ عَلَيْهِ، وَلِهَذَا يَظْهَرُ أَنَّ الْمُعْتَبَرَ نِصَابُ النَّقْدِ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ بَلَغَ نِصَابًا مِنْ جِنْسِهِ أَوْ لَمْ يَبْلُغْ، وَقَوْلُهُ: إلَى مَنْ يَمْلِكُ نِصَابًا بِشَرْطِ أَنْ يَكُونَ النِّصَابُ فَاضِلًا عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ.

قربانی کا تفصیلی نصاب:

بنیادی طور پر قربانی پانچ چیزوں پر واجب ہوتی ہے:

1۔ سونا۔

2۔ چاندی۔

3۔ سامانِ تجارت۔

4۔ رقم۔

5۔ ضرورت سے زائد اشیاء اور سامان۔

ان پانچ چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل صورتوں میں قربانی واجب ہوتی ہے:

1: جس شخص کے پاس صرف سونا ہو، مذکورہ بالا باقی چار چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ (یعنی 87.84 گرام) سونا ہے، جو سونا اس سے کم ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔

2: جس شخص کے پاس ان پانچ چیزوں میں سے صرف چاندی، یا صرف سامانِ تجارت، یا صرف رقم ہو تو ایسی صورت میں ان میں سے ہر ایک کا نصاب ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.36 گرام) چاندی ہے۔ جو چاندی ساڑھے باون تولے سے کم ہو، اسی طرح جو سامانِ تجارت یا رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

3: جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ضرورت سے زائد سامان ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

4: جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہو، لیکن ساتھ ساتھ اس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ سامانِ تجارت یا کچھ رقم بھی ہو تو اس صورت میں اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو ان پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

5: کسی شخص کے پاس یہ پانچوں چیزیں (یعنی سونا، چاندی، سامانِ تجارت، رقم اور ضرورت سے زائد سامان) ہوں یا ان میں سے بعض ہوں لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے نصاب تک نہیں پہنچتی ہو تو اس صورت میں ان کو ملا کر ان کی مجموعی قیمت کا حساب لگایا جائے گا، اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت تک پہنچتی ہے تو اس شخص پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

6: جس شخص کے پاس کچھ سونا یا کچھ رقم ہو اور ساتھ میں ضرورت سے زائد سامان بھی ہو اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (جواہر الفقہ، قربانی اور ذوالحجہ کے فضائل از حضرت مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب)

قربانی کے نصاب سے متعلق اہم وضاحتیں

مالِ تجارت سے متعلق وضاحت:

1: سامانِ تجارت سے مراد وہ مال ہے جو تجارت ہی کی حتمی نیت سے خریدا گیا ہو، لیکن اگر وہ مال ایسا ہے کہ خریدتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی بلکہ بعد میں نیت بنی، یا اپنے پاس پہلے سے موجود کسی مال کو فروخت کرنے کا ارادہ ہوا، یا کسی چیز کو خریدتے وقت تجارت کی نیت تو نہ تھی لیکن یہ نیت تھی کہ اگر اچھا نفع مل رہا ہو تو فروخت کر دیں گے؛ تو ان سب صورتوں میں یہ مال سامانِ تجارت میں شامل نہیں ہوگا، اس لیے اس کو سامانِ تجارت کے طور پر قربانی کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

2: قربانی کے نصاب کے لیے سامانِ تجارت کا حساب لگاتے وقت قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا، نہ کہ قیمتِ خرید کا۔ دُکان وغیرہ میں موجود کل سامانِ تجارت کا قیمتِ فروخت کے اعتبار سے حساب لگائیں گے، البتہ اگر کل سامانِ تجارت میں سے ہر ایک کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہو تو اس صورت میں یوں بھی حساب لگانا درست ہے کہ وہ تمام مالِ تجارت اگر آج فروخت کرنا چاہیں تو جتنی رقم میں وہ فروخت ہو سکتا ہو اسی کو سامنے رکھتے ہوئے قربانی کے نصاب کا حساب لگا لیا جائے۔ (رد المحتار، اصلاحی خطبات)

سونے چاندی سے متعلق وضاحت:

سونا، چاندی چاہے زیورات کی شکل میں ہوں یا کسی اور صورت میں، اسی طرح سونا اور چاندی کے زیورات چاہے استعمال کے لیے ہوں یا ویسے ہی رکھے رہتے ہوں؛ بہر صورت ان کو قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔ (رد المحتار و دیگر کتبِ فقہ)

رقم سے متعلق وضاحت:

1: رقم ان اموال میں سے ہے جن پر قربانی کا حکم لاگو ہوتا ہے، البتہ اس سے متعلق یہ وضاحت ضروری ہے کہ رقم پر قربانی کا حکم لاگو ہونے کے لیے اس کا ضرورت سے زائد ہونا ضروری نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رقم پر قربانی اس وقت لاگو ہوتی ہے جب وہ ضرورت سے زائد ہو، لیکن اگر وہ ضرورت سے زائد نہ ہو تو اس پر قربانی لاگو نہیں ہوگی، یہ بات راجح نہیں ہے، بلکہ راجح قول یہی ہے کہ رقم بہر صورت قربانی کے نصاب میں شمار کی

جائے گی، چاہے وہ آئندہ پیش آنے والے کسی بھی مقصد کے لیے رکھی گئی ہو، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو رقم شادی بیاہ کے لیے، حج وعمرہ کرنے یا گھر بنانے یا گاڑی وغیرہ خریدنے کے لیے یا گھر کے اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو قربانی کے نصاب میں اس کا بھی حساب لگایا جائے گا۔

مثال: اس وضاحت سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کسی خاتون کے پاس دو تولہ سونا ہو اور ساتھ میں اس کے پاس کچھ رقم بھی ہو بھلے وہ رقم ذاتی اخراجات کے لیے رکھی گئی ہو تو اس رقم کو اس دو تولے سونے کے ساتھ ملا کر اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی تک پہنچتی ہے تو اس پر بھی قربانی لازم ہو گی۔ (فتاویٰ عثمانی، نوادر الفقہ)

2: کسی شخص کی ملکیت میں جتنی بھی رقم ہو چاہے اپنے پاس موجود ہو، یا بینک اکاؤنٹ میں ہو، یا کسی کے پاس امانت رکھوائی ہو، یا کسی اور کو قرضہ دی ہو، یا جہاں کہیں بھی ہو؛ سب کو قربانی کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔ (رد المحتار و دیگر کتبِ فقہ)

ضرورت سے زائد سامان سے متعلق وضاحت:

جو چیزیں ضرورت اور استعمال کی ہیں ان کو قربانی کے نصاب میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

ضرورت کی چیزیں:

رہائشی مکان، پہننے کے کپڑے اور جوتے، کھانے پینے کے برتن، ضرورت کی گاڑی، گھریلو ضرورت میں استعمال ہونے والی چیزیں جیسے سلائی اور دھلائی کی مشینیں، پنکھا، فرنیچر، فریج، اسی طرح صنعت وحرفت یعنی پیشے، تجارت اور مزدوری کے آلات واوزار جیسے درزی کی سلائی مشینیں، فیکٹری کی مشینیں وغیرہ؛ سب ضرورت کی چیزیں ہیں، اس لیے قربانی کے نصاب میں ان کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ (رد المحتار، المحیط البرہانی، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

لیکن جو چیزیں ضرورت سے زائد ہیں تو ان کو نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

ضرورت سے زائد چیزیں:

ضرورت سے زائد سامان میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں:

1: وہ اشیا جو کسی بھی طرح استعمال میں نہ آتی ہوں جیسے محض زیب وزینت کے لیے رکھے گئے برتن وغیرہ۔

2: وہ چیزیں جو پرانی یا خراب ہونے کی وجہ سے ویسے ہی گھروں میں پڑی رہتی ہوں اور قیمت بھی رکھتی ہوں جیسے فالتو مشینیں، بے کار سامان اور فرنیچر وغیرہ؛ یہ سب چیزیں ضرورت سے زائد ہیں۔ (رد المحتار، المحیط البرہانی، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

3: اگر کسی کے پاس اپنے گھر کے علاوہ کوئی خالی پلاٹ یا ضرورت سے زیادہ گاڑی ہو تو اسے بھی ضرورت سے زائد سامان میں شمار کیا جائے گا۔

(ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، رد المحتار، جواہر الفقہ)

4: کسی نے اپنا ایک گھر کرایے پر دے رکھا ہو تو اگر اس کا کرایہ گھر کی ضروریات میں استعمال ہوتا ہو تو وہ ضرورت سے زائد نہیں، لیکن اگر وہ کرایہ گھر کی ضرورت سے زائد ہو تو وہ گھر ضرورت سے زائد چیزوں میں شمار ہو گا۔ (بہشتی زیور، زکوٰۃ کے فضائل واحکام از مفتی رضوان صاحب)

نصاب میں قرض اور واجب الاداءرُقوم سے متعلق احکام:

1۔ کسی شخص کے ذمّے کسی دوسرے کا قرضہ ہو یا کرایہ، بِل، اسکول وغیرہ کی فیسیں، ادھار پر خریدی ہوئی چیز کی قسطیں یا ان جیسی دیگر واجب الادا رقوم ہوں اور قربانی کے ان تین دنوں سے پہلے ان کی ادائیگی کی تاریخ آچکی ہو تو قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت ان تمام واجب الادا رقوم کو نکالنے کے بعد نصاب کا اعتبار ہوگا کہ یہ تمام رقوم نکال دینے کے بعد بھی اگر وہ مال نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

2۔اس شخص نے دوسرے کو قرضہ دیا ہو اور اس کے ملنے کی امید بھی ہو اگرچہ تاخیر سے ہی سہی تو قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس قرضے کو بھی شمار کیا جائے گا۔

3۔ کسی نے کمیٹی یعنی بی سی ڈالی ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر وہ شخص کمیٹی لے چکا ہو تو اس صورت میں جتنی قسطیں دینی باقی ہوں وہ اس پر قرضہ ہیں، قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس قرضے کو نکال کے حساب لگایا جائے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کمیٹی نہیں لی ہو تو جتنی قسطیں جمع کرا چکا ہو وہ تمام رقم اس کا قرضہ ہے، قربانی کے نصاب کا حساب لگاتے وقت اس کو بھی نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

(الدر المختار مع رد المحتار، البحر الرائق، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام)

4۔ کسی صاحبِ نصاب شخص نے دوسرے کو قرض دیا ہو اور اس کے پاس قربانی کے ایام میں قربانی کرنے کے لیے رقم نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ قرض دار سے اس قدر رقم کا مطالبہ کرے کہ جس کے ذریعے قربانی کی جاسکے، لیکن اگر وہ رقم نہ دے سکتا ہو تو ایسی صورت میں اس صاحبِ نصاب شخص کے ذمے قربانی واجب نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی)

قربانی واجب ہونے کے لیے کس وقت صاحبِ نصاب ہونا ضروری ہے؟

قربانی واجب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص قربانی کے تین دنوں (یعنی 10، 11 اور 12 ذوالحجہ) میں صاحبِ نصاب ہو، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے ان تین دنوں سے پہلے صاحبِ نصاب تھا یا ان تین دنوں کے بعد صاحبِ نصاب بنا لیکن قربانی کے ان تین دنوں میں صاحبِ نصاب نہیں تھا تو ایسے شخص پر قربانی واجب نہیں۔ اور یہ واضح رہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے تین دنوں میں 12 ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے کسی بھی وقت صاحبِ نصاب بن جائے تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ (المحیط البرہانی، بدائع الصنائع، رد المحتار، فتاویٰ رحیمیہ)

- جیسا کہ بدائع الصنائع میں ہے:

فَصْلٌ: وَأَمَّا وَقْتُ الْوُجُوبِ فَأَيَّامُ النَّحْرِ فَلَا تَجِبُ قبل دُخُولِ الْوَقْتِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَاتِ الموقتة لَا تَجِبُ قبل أَوْقَاتِهَا كَالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَنَحْوِهِمَا، وَأَيَّامُ النَّحْرِ ثَلَاثَةٌ: يَوْمُ الْأَضْحَى وهو الْيَوْمُ الْعَاشِرُ من ذِي الْحِجَّةِ وَالْحَادِي عَشَرَ وَالثَّانِي عَشَرَ وَذَلِكَ بَعْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ من الْيَوْمِ الْأَوَّلِ إلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ من الثَّانِي عَشَرَ .... فإذا طَلَعَ الْفَجْرُ من الْيَوْمِ الْأَوَّلِ فَقَدْ دخل وَقْتُ الْوُجُوبِ فَتَجِبُ عِنْدَ اسْتِجْمَاعِ شَرَائِطِ الْوُجُوبِ.

قربانی کے نصاب میں ذاتی ملکیت کا اعتبار:

1۔ ہر شخص پر اسی کی ملکیت کے اعتبار سے قربانی واجب ہے۔ میاں بیوی، والدین اولاد، بہنوں اور بھائیوں میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی ملکیت کا الگ الگ حساب لگایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر شوہر اور بیوی دونوں ہی صاحبِ نصاب ہوں تو دونوں کے ذمّے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، اسی طرح اگر والد بھی صاحبِ نصاب ہو اور بیٹا بھی تو دونوں کے ذمّے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہوگی، یہی حکم بہنوں، بھائیوں اور دیگر افراد کا بھی ہے۔ اسی طرح قربانی واجب ہونے کے لیے ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا، بلکہ ان میں سے جس کی بھی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے تو اسی کے ذمّے قربانی واجب ہے اور جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر مال نہ ہو تو اس کے ذمے قربانی واجب نہیں۔
(فتاویٰ عثمانی، ردالمحتار)

2۔ جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس کے ذمے اسی کی قربانی واجب ہے، اس کے ذمے کسی اور کی قربانی واجب نہیں، ہاں اگر یہ شخص اس کی اجازت سے اس کی طرف سے قربانی کرلے تو بھی جائز ہے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ عثمانی، فتاویٰ رحیمیہ)

3۔ اولاد گھر کے اخراجات کے لیے رقم والد ہی کو دے دیتے ہوں تو ایسی صورت میں اگر والد کو وہ رقم مالک بنا کر دی جاتی ہو تو وہ رقم والد ہی کے نصاب میں شمار کی جائے گی، لیکن اگر وہ رقم والد کو مالک بنا کر نہیں دی جاتی ہو بلکہ صرف انہی کے پاس جمع رہتی ہو تو ایسی صورت میں اس رقم میں جن جن حضرات کا جتنا حصہ ہے اتنا حصہ ہر ایک کے نصاب میں شمار کیا جائے گا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

کیا گھر کے سربراہ کی قربانی گھر والوں کی طرف سے کافی ہے؟

شریعت کا حکم یہ ہے کہ گھر کے افراد میں سے جو جو افراد صاحبِ نصاب ہوں تو ہر ایک کے ذمے الگ الگ حصے کی قربانی واجب ہے، گھر کے سربراہ کے ذاتی حصے کی قربانی گھر کے دیگر افراد کی جانب سے ہرگز کافی نہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک ہی قربانی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے بھی فرمایا کرتے تھے، تو واضح رہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قربانی تو حضور ﷺ ہی کی جانب سے ہوا کرتی تھی البتہ اس کے ثواب میں اپنے گھر والوں کو بھی شریک فرمالیا کرتے تھے کہ ان کو بھی ایصالِ ثواب کر دیا کرتے۔

اور یہ مطلب مراد لینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی امت کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے، تو ظاہر ہے کہ امت کی طرف سے قربانی کرنے کا مقصد سوائے ثواب پہنچانے کے اور کیا ہو سکتا ہے، تو اسی طرح ازواجِ مطہرات کی جانب سے کی جانے والی قربانی کا مقصد بھی یہی ہے، چنانچہ سنن ابی داود میں ہے:

٢٧٩٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ: «إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ، بِاسْمِ اللهِ وَاللهُ أَكْبَرُ»، ثُمَّ ذَبَحَ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذبح کے دن (یعنی قربانی کے دن) دو سینگوں والے خصی دنبے ذبح

کرنے چاہے تو ان کو قبلہ رخ کیا اور پھر مذکورہ بالا دعا پڑھی۔ پھر فرمایا کہ اے اللہ! یہ قربانی تیری طرف سے ہے اور خالص تیری ہی رضا کے لیے ہے، تو اس کو محمد اور اس کی امت کی جانب سے قبول فرما، اس کے بعد آپ ﷺ نے ذبح کیا۔

نیز مسند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

١٤٨٣٧- عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو: أَخْبَرَنِي مَوْلَايَ الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عِيدَ الْأَضْحَى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ فَقَالَ: «بِسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي».

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے (دونوں دنبے) اپنے ہاتھ سے ذبح کیے اور یوں فرمایا کہ: بِسْمِ اللهِ، وَاللهُ أَكْبَرُ، اے اللہ! یہ قربانی میری جانب سے ہے اور میری امت کے ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

کیا اس حدیث کی رو سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ چوں کہ حضور ﷺ نے امت کی طرف سے قربانی فرمادی ہے اس لیے اب کسی کو قربانی کرنے کی ضرورت نہیں، ظاہر ہے کہ یہ بات ہرگز درست نہیں کیوں کہ پھر تو قربانی سے متعلق قرآن وسنت کی تعلیمات کالعدم اور بے معنی قرار پائیں گی اور قربانی جیسی عظیم عبادت معطّل ہو کر رہ جائے گی، معاذ اللہ۔

- عمدۃ القاری میں ہے:

قَالَ ابْن بطال فِي «الْمَغَازِي» للْبُخَارِيّ: عَن بُرَيْدَة أَن النَّبِي ﷺ كَانَ بعث عليًا إِلَى الْيمن قبل حجَّة الْوَدَاع ليقْبض الْخمس، فَقدم من سعايته، فَقَالَ النَّبِي ﷺ: «بِمَا أَهلَلْت يَا عَليّ؟» قَالَ: بِمَا أهل بِهِ رَسُول الله ﷺ. قَالَ: «فاهدِ وامكث حَرَامًا كَمَا كنت»، قَالَ: فأهدى لَهُ عَليّ هَديا، قَالَ: فَهَذَا تَفْسِير قَوْله: «وأشركه فِي الْهَدْي» أَن الْهَدْي الَّذِي أهداه عَليّ عَن النَّبِي ﷺ وَجعل لَهُ ثَوَابه فَيحْتَمل أَن يفرده بِثَوَاب ذَلِك الْهَدْي، كُله فَهُوَ شريك لَهُ فِي هَدْيه لِأَنَّهُ أهداه عَنهُ تَطَوّعا من مَاله، وَيحْتَمل أَن يشركهُ فِي ثَوَاب هدي وَاحِد يكون بَينهمَا، كَمَا ضحى ﷺ عَنهُ وَعَن أهل بَيته بكبش، وَعَمن لم يضح من أمته وأشركهم فِي ثَوَابه، وَيجوز الِاشْتِرَاك فِي هدي التَّطَوُّع. (بابُ الاشْتِرَاكِ فِي الْهَدْيِ والْبُدْنِ)

بندہ مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

ذوالقعدہ 1440ھ/جولائی 2019

03362579499